AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سید کاشف رضا کے ناول "چار درویش اور ایک کچھوا" کا تکنیکی مطالعہ

A TECHNICAL STUDY OF SYED KASHIF RAZA'S NOVEL "CHAR DARWISH AND EK KUCHWA"

Muhammad Zaman
M.Phil. Scholar, Dept. of Urdu,
Superior University Faisal Abad.
Dr Azim Ullah Jundran
Assistant Professor, Dept. of Urdu,
Superior University Faisal Abad.

Abstract:

This article presents a comprehensive technical analysis of Syed Kashif Raza's Urdu novel Char Darwish Aur Ek Kachhua, exploring its innovative narrative techniques and literary significance. The study examines the novel's non-linear narrative structure, characterized by a self-aware narrator who challenges conventional storytelling norms, inviting readers to co-construct meaning. It highlights the use of magical realism, symbolized through the character of the tortoise Archimedes, which blends reality and fantasy to critique societal structures. Psychological realism is analyzed through the internal conflicts of characters like Jawed and Bala, revealing their desires and societal pressures. The article also discusses the diary technique, which intertwines personal and historical contexts, and dialogic critique, exemplified in gender debates between characters like Ann and Sadr. Additionally, postmodernism, symbolism, montage, and depictions of psychological violence enrich the novel's thematic depth. By dissecting these techniques, the study underscores the novel's contribution to Urdu literature as a philosophical and socially critical text that redefines narrative boundaries.

Key words: Syed Kashif Raza, Char Darwish Aur Ek Kachhua, Non-linear narrative, Magical realism, Psychological Realism, Postmodernism, Symbolism, Montage technique, Dialogic critique, Diary technique, Psychological violence, Societal critique.

تکنیک ایک فنکار کے لیے وہ رہنما اصول ہے جو اسے اپنے نظریے کو تخلیقی طور پر قاری یا ناظر تک پہنچانے میں مدد دیتا ہے، جیسے ایک معمار عمارت کے نقشے سے رہنمائی لیتا ہے۔ یہ نہ صرف مواد کی پیشکش کا طریقہ ہے بلکہ اس کی تشکیل، تنظیم، اور تخلیقی ہم آہنگی کا عمل بھی ہے، جو کہانی کو ایک جاندار شکل عطا کرتا ہے۔ ادبی تناظر میں، تکنیک وہ فنکارانہ صلاحیت ہے جو مصنف کو اپنے موضوع کو ایک منفرد زاویے سے پیش کرنے کی اجازت دیتی ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ صرف کہانی سنانے کا طریقہ نہیں بلکہ کرداروں، پلاٹ، اور ماحول کو ایک نامیاتی ربط کے ساتھ جوڑنے کا عمل ہے۔ تکنیک کی اہمیت اس کے تنوع اور لچک میں ہے، جیسا کہ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے بیان کیا کہ یہ ایک فنکار کی تخلیقی آزادی اور اس کے مواد کے درمیان توازن قائم کرتی ہے۔ "قومی انگریزی اردو لغت" میں تکنیک کی تعریف کچھ یوں ہے:

"فنی پہلو، ڈھنگ، اسلوب، صنعت گری، لائحہ عمل، طریقہ کار، آداب فن، کاریگری، مہارت کار، تکنیکی مہارت۔"(1)

یوں تکنیک ایک فنکار کی تخلیقی صلاحیت کا محور ہے، جو اسے اپنے نظریے کو ایک ایسی شکل میں ڈھالنے کی طاقت دیتی ہے جو قاری کے ذہن و دل پر گہرا اثر چھوڑتی ہے۔ یہ نہ صرف کہانی کی ہیئت کو تشکیل دیتی ہے بلکہ اس کے معنی کو بھی گہرائی اور وسعت عطا کرتی ہے، جیسے کہ ایک کاریگر اپنے ہنر سے خام مٹی کو شاہکار میں تبدیل کرتا ہے۔

سید کاشف رضا اردو ادب کے ایک ممتاز مصنف ہیں جنہوں نے اپنی نثری شاعری، صحافتی خدمات، اور انگریزی ادب کے گہرے مطالعے کے ذریعے اپنا مقام بنایا۔ ان کے ناول "چار درویش اور ایک کچھوا" نے اردو ادب میں جادوئی حقیقت نگاری اور جدید بیانیاتی تکنیکوں کے استعمال کے ذریعے ایک منفرد شناخت حاصل کی ہے۔ یہ ناول اپنی غیر روایتی ساخت، جادوئی حقیقت نگاری، بیانیہ تکنیک، فلیش بیک، ڈائری تکنیک، اور جدید فلمی تکنیک (مونتاژ) کے استعمال کے لیے نمایاں ہے۔

جادوئی حقیقت نگاری ایک ایسی تکنیک ہے جو حقیقت اور فنتاسی کے امتزاج سے ایک ایسی دنیا تخلیق کرتی ہے جو قاری کو حیرت اور مسحور کن تجربے سے دوچار کرتی ہے۔ یہ تکنیک روزمرہ کے واقعات میں غیر معمولی عناصر شامل کر کے بیانیہ کو گہرائی دیتی ہے اور تکنیک مواد کو اسلوب سے ہم آہنگ کرتی ہے۔ سید کاشف رضا *"چار درویش اور ایک کچھوا"* میں اس تکنیک کو کچھوے کے کردار ارشمیدس کے ذریعے مہارت سے استعمال کرتے ہیں، جو ایک غیر معمولی وجود کے طور پر کہانی میں داخل ہوتا ہے۔

یہ ناول ارشمیدس کچھوے کے کردار کو جادوئی حقیقت نگاری کے ذریعے پیش کرتا ہے، جو ایک عام مخلوق ہونے کے باوجود معاشرتی اور صنفی مسائل پر فلسفیانہ تبصرہ کرتا ہے۔ اس کی موجودگی ناول کو ایک غیر معمولی جہت دیتی ہے، جہاں حقیقت اور فنتاسی کی سرحدیں دھندلی ہو جاتی ہیں۔ کچھوا ایک علامتی کردار کے طور پر صنفی توقعات اور سماجی ڈھانچوں پر سوال اٹھاتا ہے، جو قاری کو گہری سوچ کی دعوت دیتا ہے۔ نعیم الرحمٰن ناول میں اس تکنیک کے استعمال بارے لکھتے ہیں :

"ناول کے لیے انھوں نے اردو ادب کے لیے منفرد تکنیک برتی ہے۔ جو ان کے وسیع مطالعہ کی آئینہ دار ہے۔ اس اسٹائل کو بجا طور 'اردو ادب میں جادوئی حقیقت نگاری' قرار دیا جا سکتا ہے۔" (2)

جادوئی حقیقت نگاری ناول کا ایک اہم تکنیکی عنصر ہے، جو حقیقت اور فنتاسی کے امتزاج سے ایک سحر انگیز بیانیہ تخلیق کرتی ہے۔ کچھوے ارشمیدس کا کردار اس تکنیک کی عمدہ مثال ہے، جو ایک عام مخلوق ہونے کے باوجود فلسفیانہ مکالموں اور سماجی تنقید میں حصہ لیتا ہے۔ اگرچہ فراہم کردہ صفحات میں ارشمیدس کا براہ راست مکالمہ موجود نہیں، اس کی موجودگی جاوید اقبال کے گھر میں ایک علامتی کردار کے طور پر واضح ہے:

"گھر پر ارشمیدس بھی اکیلا تھا۔ شاید وہ بھی بے چینی سے میرا انتظار کر رہا ہو گا۔ شاید وہ بھوکا بھی ہو۔ آج دوپہر جب میں اسے چھوڑ کر گیا تو وہ کچھ اداس سا تھا۔" (3)

ارشمیدس کا کردار جادوئی حقیقت نگاری کو عیاں کرتا ہے، کیونکہ ایک کچھوا نہ صرف جاوید کے گھر کا رکن ہے بلکہ اس کی جذباتی حالت کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ یہ کردار ناول میں سماجی اور صنفی ڈھانچوں پر تنقید کے لیے استعمال ہوتا ہے، جو حقیقت کو فنتاسی کے ساتھ ملا کر قاری کو ایک نئے زاویے سے سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ جادوئی حقیقت نگاری ناول کو ایک عالمگیر اپیل دیتی ہے، جیسا کہ لاطینی امریکی ادب میں گیبریل گارسیا مارکیز کے ناولوں میں دیکھا جاتا ہے۔

بیانیہ تکنیک ناول کے واقعات کو ترتیب دینے اور پیش کرنے کا وہ طریقہ ہے جو کہانی کی روایتی لکیری پیشرفت کو توڑتا ہے۔ کاشف رضا نے اس ناول میں الٹ کرانولوجیکل ترتیب کا استعمال کیا، جہاں کہانی کا اختتام پہلے پیش کیا جاتا ہے اور پھر اس کی ابتدا کی طرف واپس لوٹا جاتا ہے۔ یہ تکنیک قاری کو ایک غیر روایتی تجربہ فراہم کرتی ہے۔ یہ تکنیک قاری کو کہانی کے نتائج سے پہلے متعارف کرواتی ہے، پھر اسے ماضی کی طرف لے جاتی ہے تاکہ واقعات کے محرکات کو سمجھا جا سکے۔ یہ غیر روایتی انداز ناول کو ایک فلسفیانہ اور تجسس انگیز جہت دیتا ہے، جو قاری کو کہانی کے مختلف زاویوں سے سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ یہ تکنیک کاشف رضا کے وسیع مطالعے اور جدید ادبی رجحانات سے آگاہی کی عکاسی کرتی ہے، جو ناول کو ایک مابعد جدید رنگ دیتی ہے۔ قیصرہ ناہید لکھتی ہیں:

"ناول میں اسلوب کی سطح پر سید کاشف رضا نے ایک نیا تجربہ ضرور کیا ہے کہ ناول میں پیش کردہ واقعات کو بیانیہ میں قلم بند کرتے ہوئے کہانی کا منتہا پہلے رکھا ہے اور کہانی کا آغاز بعد میں سامنے لائے ہیں۔ اس سے ہوا یہ ہے کہ ناول کی کہانی آغاز تا انتہا آگے نہیں بڑھتی بلکہ منتہا سے پیچھے لوٹتی ہے۔ اور بعض مقامات پر ناول کا یہ اسلوب اور تکنیک قابل داد بھی ہے۔" (4)

ڈائری تکنیک کرداروں کے ذاتی خیالات اور تجربات کو براہ راست قاری تک پہنچانے کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ یہ تکنیک ناول میں کرداروں کی نفسیاتی گہرائی کو اجاگر کرتی ہے اور قاری کو ان کے داخلی عالم سے جوڑتی ہے۔ کاشف رضا نے اس تکنیک کو آفتاب اقبال کے کردار کے ذریعے استعمال کیا، جو اپنے والد کی ڈائریوں کے ذریعے ان کی زندگی کے رازوں سے پردہ اٹھاتا ہے:

"ابو کی ڈائریوں کے مطالعے کے بعد سکندر اعظم کے موجودہ پاکستانی علاقوں پر حملے کے بارے میں پڑھنے کی مجھ میں بھی دلچسپی پیدا ہوئی۔ ابو نے ڈائریوں میں سکندر کی پاکستانی علاقوں میں آمد کے کچھ نقشے پنسل سے بنائے ہوئے تھے۔" (5)

یہ اقتباس آفتاب اقبال کے اپنے والد کی ڈائریوں کے مطالعے کو بیان کرتا ہے، جو اسے تاریخی اور ذاتی دریافتوں کی طرف لے جاتا ہے۔ ڈائری تکنیک یہاں کردار کی داخلی جستجو اور اس کے خاندانی ماضی سے تعلق کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ تکنیک قاری کو آفتاب کے ذہنی اور جذباتی سفر کا حصہ بناتی ہے، جو اس کی شناخت اور تاریخی شعور کی تلاش کو اجاگر کرتی ہے۔ یہی تکنیک فنکار کے خیالات کو قاری کے شعور تک پہنچانے کا پل ہے۔ ڈائری تکنیک ناول میں کرداروں کے ذاتی خیالات اور تاریخی واقعات کو جوڑنے کے لیے استعمال کی گئی ہے۔ جاوید اقبال اپنی ڈائری میں عورتوں کے ساتھ تعلقات کی تفصیلات درج کرتا ہے، جو اس کی نفسیاتی حالت کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے:

"جاوید کی ڈائری میں بہت سی لڑکیوں اور عورتوں کے نام تھے، وہ جن سے تعلق کے مختلف مراحل میں تھا۔ ان کی باتیں، ان کی ادائیں، ان سے تعلق کے دوران اس کے محسوسات، سب اس میں لکھے تھے۔"
(6)

ڈائری تکنیک جاوید کے ذاتی تجربات کو تاریخی واقعات، جیسے کہ بے نظیر بھٹو کی واپسی اور بم دھماکوں، کے ساتھ جوڑتی ہے۔ یہ تکنیک ناول کو ایک دستاویزی رنگ دیتی ہے، جہاں ذاتی اور سماجی تاریخ ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہوتی ہے۔ ڈائری کے اندراجات قاری کو جاوید کے داخلی عالم تک رسائی دیتے ہیں، جو اس کی جنسی خواہشات اور سماجی رابطوں کی پیچیدگی کو ظاہر کرتے ہیں۔

جدید فلمی تکنیک، خاص طور پر مونتاژ، کہانی کے مختلف حصوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر ایک جامع اور متحرک بیانیہ تخلیق کرتی ہے۔ یہ تکنیک کاشف رضا نے ناول کے مختلف کرداروں اور واقعات کو ایک دوسرے سے ملانے کے لیے استعمال کی، جو کہانی کو ایک کثیر جہتی شکل دیتی ہے۔ منیر فیاض اس بابت لکھتے ہیں:

"سید کاشف رضا کا ناول 'چار درویش اور ایک کچھوا' بھی کثیر اسلوبی ہے۔ اس میں جدید فلم کی تکنیک کا جان دار استعمال ہے جہاں مختلف کہانیاں ایک دوسرے کو overlap یا intersect کرتی ہیں۔" (7)

یہ اقتباس ناول کی مونتاژ تکنیک کو اجاگر کرتا ہے، جہاں مختلف کرداروں کی کہانیاں ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ ہوتی ہیں، جس سے ایک پیچیدہ اور متحرک بیانیہ تشکیل پاتا ہے۔ یہ تکنیک ناول کو ایک فلمی کیفیت دیتی ہے، جہاں مختلف مناظر اور واقعات ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ایک بڑی تصویر پیش کرتے ہیں۔ کاشف رضا اس تکنیک کے ذریعے متعدد کرداروں کے تجربات اور معاشرتی مسائل کو ایک دوسرے سے جوڑتے ہیں، جو قاری کو ایک کثیر جہتی تجربہ فراہم کرتا ہے۔ یہ تکنیک فلمی انداز میں کہانی کے مختلف ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے ہم آہنگ کرتی ہے، جیسے کہ جاوید کی ذاتی زندگی اور بے نظیر بھٹو کے استقبالی جلوس کے تاریخی واقعات کا امتزاج:

"بے نظیر کی کراچی ایئرپورٹ آمد سے بہت پہلے سے اس کے استقبال کی لائیو کوریج جاری تھی... جاوید مشعال کے حسن کے دیگر اجزا کی یکے بعد دیگرے دریافتوں کی تاریخ کا تعین کرنے میں اگر کامیاب نہیں ہو پاتا تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان میں سے کسی دریافت کے روز کوئی اور تاریخی واقعہ رونما نہیں ہو پایا تھا۔"
(8)

یہ حصہ مونتاژ تکنیک کو واضح کرتا ہے، جہاں جاوید کی ذاتی زندگی (مشعال کی طرف کشش) اور تاریخی واقعات (بے نظیر کی واپسی) ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ ہوتے ہیں۔ یہ تکنیک ناول کو ایک کثیر جہتی ڈھانچہ دیتی ہے، جہاں مختلف کرداروں کی کہانیاں ایک دوسرے کو کاٹتی اور مکمل کرتی ہیں۔ بالا کی گاؤں کی زندگی، جاوید کی شہری صحافتی دنیا، اور این وصدر کی فلسفیانہ بحثیں ایک دوسرے کے ساتھ مونتاژ کے ذریعے جڑتی ہیں، جو قاری کو ایک وسیع سماجی اور نفسیاتی تناظر فراہم کرتی ہیں۔ یہ تکنیک ناول کو ایک فلمی کیفیت دیتی ہے، جہاں مختلف مناظر ایک بڑی تصویر کا حصہ بنتے ہیں۔

فلیش بیک تکنیک کہانی کو ماضی کے واقعات کی طرف لے جاتی ہے، جو کرداروں کے موجودہ حالات اور نفسیاتی پس منظر کو سمجھنے کے لیے ضروری معلومات فراہم کرتی ہے۔ کاشف رضا نے اس تکنیک کو تاریخی اور جذباتی سیاق کو اجاگر کرنے کے لیے استعمال کیا:

> "انھیں دسمبر سن اکہتر کی وہ رات اچھی طرح یاد تھی جب سارا پاکستان سوگ میں ڈوبا ہوا تھا۔ گجرات میں آرمی کے نچلے درجے کے کچھ افسروں اور سپاہیوں نے بڑے افسروں کی بیرکوں کے سامنے جمع ہو کر نعرے لگائے تھے۔" (9)

یہ اقتباس 1971ء کی جنگ کے ایک تاریخی لمحے کو پیش کرتا ہے، جو قومی سوگ اور سماجی انتشار کی عکاسی کرتا ہے۔ فلیش بیک تکنیک کے ذریعے کاشف رضا قاری کو کرداروں کے ماضی سے جوڑتے ہیں، جو ان کے موجودہ فیصلوں اور جذباتی حالت کو سمجھنے کے لیے اہم ہے۔ یہ تکنیک ناول کو تاریخی تناظر دیتی ہے، جو قاری کو پاکستان کی سیاسی اور سماجی تاریخ سے جوڑتی ہے۔ محمد رمضان اس تکنیک کے استعمال کے حوالے سے کچھ یوں لکھتے ہیں :

> "سید کاشف رضا کا ناول 'چار درویش اور ایک کچھوا' کثیر اسلوبیاتی ناول ہے۔ جس میں جادوئی حقیقت نگاری پائی جاتی ہے۔ اس میں جدید فلم کی تکنیک کا استعمال ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا بیانیہ جادوئی حقیقت نگاری کی عمدہ مثال ہے۔" (10)

ناول میں علامتیت کا استعمال کرداروں اور اشیاء کو گہرے معنی عطا کرتا ہے، جو کہانی کو فلسفیانہ اور سماجی تناظر میں پیش کرتی ہے۔ کچھوا ارشمیدس، پتھر، اور گردن کی ناڑ ایسے عناصر علامتی کردار ادا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، بالا کا پتھر پھینکنا اس کے اندرونی غصے اور بغاوت کی علامت ہے:

> "بالے نے وہ پتھر ہاتھ میں لیا تو اسے ایسا لگا جیسے اس کا سارا غصہ، اس کی ساری نفرت اس پتھر میں مرتکز ہو گئی ہو۔" (11)

پتھر بالا کے لیے صرف ایک ہتھیار نہیں بلکہ اس کے سماجی استحصال اور نفسیاتی دباؤ کے خلاف بغاوت کی علامت ہے۔ اسی طرح، جاوید اقبال کی مشعال کی گردن کی ناڑ پر توجہ اس کی جنسی خواہشات اور نسوانی حسن کے ساتھ گہرے تعلق کی علامت ہے:

> "وہ اُس کی گردن پر اترا تو اس کی نظریں اس گردن کی ناڑ پر ٹھہر گئی تھیں جس نے اس کے مشعل کی طرح فروزاں سر کو سہارا سادے کر اٹھایا ہوا تھا۔" (12)

گردن کی ناڑ جاوید کے لیے حسن کی ایک ایسی تفصیل ہے جو اس کی نفسیاتی دلچسپی اور معاشرتی حدود کے درمیان تناؤ کو ظاہر کرتی ہے۔ ارشمیدس کچھوا، جو جاوید کے گھر میں ایک خاموش لیکن اہم کردار ہے، تنہائی، استقامت، اور سماجی تنقید کی علامت کے طور پر کام کرتا ہے۔ علامتیت ناول کو ایک گہرا فلسفیانہ رنگ دیتی ہے، جو قاری کو سطحی واقعات سے آگے معنی تلاش کرنے کی دعوت دیتی ہے۔

ناول میں مکالماتی تنقید کی تکنیک کا استعمال کرداروں کے درمیان فلسفیانہ اور سماجی مباحث کے ذریعے کیا گیا ہے، جو معاشرتی ڈھانچوں اور صنفی حرکیات پر گہرے سوالات اٹھاتی ہے۔ این اور صدر کی بحث اس تکنیک کی ایک نمایاں مثال ہے، جہاں وہ عورت کی جنسی شناخت اور معاشرتی کردار پر مکالمہ کرتے ہیں:

> "عورت دراصل مرد کی ہی ایک بگڑی ہوئی شکل ہے جس کے بگاڑنے ہی اسے مرد سے علیحدہ کیا ہے؟...
> این کو اس لفظ بگڑنے پر شدید اعتراض تھا۔ وہ سمجھتی تھی کہ صدر عورت کے معاملے میں کسی ناقد کا سا رویہ
> اختیار کر رہا ہے۔" (13)

یہ مکالمہ "ڈائیلاجک" تصور کی عکاسی کرتا ہے، جہاں کرداروں کے درمیان متضاد نقطہ ہائے نظر ایک گہری تنقیدی بحث کو جنم دیتے ہیں۔ این اور صدر کی بحث عورت کی جنسی شناخت، معاشرتی توقعات، اور مردانہ غلبے کے تصورات کو چیلنج کرتی ہے۔ یہ تکنیک ناول کو ایک فکری پلیٹ فارم بناتی ہے، جو قاری کو صنفی اور سماجی مسائل پر غور کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ مکالماتی تنقید ناول کے دیگر حصوں میں بھی نظر آتی ہے، جیسے کہ بالا کے گاؤں کے اوباشوں کے طنز اور جاوید کی عورتوں کے ساتھ تعلقات کی داخلی بحث، جو سماجی ڈھانچوں پر سوال اٹھاتے ہیں۔

ماحصل:

سید کاشف رضا کا ناول "چار درویش اور ایک کچھوا" ایک تکنیکی شاہکار ہے، جو غیر لکیری بیانیہ، جادوئی حقیقت نگاری، نفسیاتی گہرائی، ڈائری تکنیک، اور سماجی تنقید کے ذریعے اردو ادب میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ ناول کا خود آگاہ راوی اور غیر روایتی ڈھانچہ قاری کو کہانی کے تخلیقی عمل میں شریک بناتا ہے، جبکہ ارشمیدس ایسے کردار جادوئی حقیقت نگاری کے ذریعے سماجی مسائل پر روشنی ڈالتے ہیں۔ جاوید اور بالا کے کردار نفسیاتی اور سماجی تناظر کو اجاگر کرتے ہیں، جو انسانی خواہشات، تنازعات، اور معاشرتی ڈھانچوں کی پیچیدگی کو عیاں کرتے ہیں۔ ڈائری تکنیک ذاتی اور تاریخی واقعات کو جوڑتی ہے، جبکہ صنفی حرکیات پر بحث ناول کو ایک عالمگیر تنقیدی متن بناتی ہے۔ اگرچہ ناول کے کثیر الراوی نقطہ نظر کو مکمل طور پر استوار نہ کرنے کی کمی محسوس ہوتی ہے، اس کی تکنیکی جدت اور فلسفیانہ گہرائی اسے اردو ادب کا ایک اہم حصہ بناتی ہے۔

حوالہ جات

1. جمیل جالبی، قومی انگریزی اردو لغت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء، ص:۷۰۲
2. نعیم الرحمٰن، نقاط، کتابی سلسلہ 16، سٹی بک پوائنٹ، کراچی، دسمبر 2018ء، ص780
3. سید کاشف رضا، چار درویش اور ایک کچھوا، ماہنامہ آج، کتابی سلسلہ، شمارہ 102، کراچی، اکتوبر 2017ء، ص17
4. قیصرہ ناہید، اردو ناول کے اسالیب بیان (تحقیقی و تنقیدی جائزہ)، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 2020ء، ص456
5. سید کاشف رضا، چار درویش اور ایک کچھوا، ص98
6. ایضاً، ص20
7. منیر فیاض، عالمی افسانوی بیانیے کا اجمالی ارتقا اور انواسی، نقاط، شمارہ 17، فیصل آباد، 2019ء، ص205
8. سید کاشف رضا، چار درویش اور ایک کچھوا، ص13
9. ایضاً، ص199
10. محمد رمضان، جادوئی حقیقت نگاری مباحث و اطلاق: اردو ناول کا تکنیکی مطالعہ، مشولہ: ششماہی ادراک، ہزارہ یونیورسٹی، شمارہ 18، دسمبر 2022ء، ص74
11. سید کاشف رضا، چار درویش اور ایک کچھوا، ص159
12. ایضاً، ص12
13. ایضاً، ص279

References:

Jalibi, J. (1992). *Qaumi Angrezi-Urdu Lughat* [National English-Urdu Dictionary] (p. 702). Muqtadira Qaumi Zaban.

Naheed, Q. (2020). *Urdu novel ke asaleeb-e-bayan: Tehqiqi o tanqeedi jaiza* [Narrative styles in the Urdu novel: A research and critical study] (PhD dissertation). University of the Punjab, Lahore. p. 456.

Fayyaz, M. (2019). Aalmi afsanawi bayania ka ijmali irtiqa aur anwaasi. *Nuqat*, (17), 205. Faisalabad.

Naeem, M., Arshad, W., Sanaullah, S., & Arshad, S. (2025). " ["Chand Gehan, Daan Aur Daastaan" by Intizar Hussain: An analytical study]. *Al-Aasar, 2*(1), 82–91. Retrieved from https://al-aasar.com/index.php/Journal/article/view/71

Ovaisi, A., & Arshad, W. (2024). The travelogue of Mahmood Nizami *"Nazar Nama"*: Analytical study. *Tahqeeq-o-Tajzia, 2*(1), 1–14. Retrieved from https://tahqeeqotajzia.com/index.php/tot/article/view/18

Sanaullah, S., Shaheen, A., & Arshad, W. (2024). ["Two Letters of Comfort" by Dr. Imran Zafar: Analytical study]. *Shnakhat, 3*(3), 346–360. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/357

Arshad, W., Arshad, S., Naeem, M., & Sanaullah, S. (2025). [Existentialism: Theories and philosophical principles]. *Journal of Applied Linguistics and TESOL, 8*(1), 41–47. Retrieved from https://jalt.com.pk/index.php/jalt/article/view/446

Arshad, W., Maqsood, A., Zaidi, S. S., Haroon, M., Qadir, U. M., Sultana, U., Arshad, S., Haq, M. I. U., & Sanaullah, S. (2024). Kalam-e-Iqbal: Current requirements and our priorities. Retrieved from https://www.researchgate.net/publication/384326267_Kalam_E_Iqbal_Current_Requirements_And_Our_Priorities

Arshad, W., Munawar, M., & Qadir, M. H. (2025). Urdu education in the 21st century: Modern requirements, the role of books, and teaching prospects [اکیسویں صدی میں اردو کی تعلیم : جدید تقاضے، کتابوں کا کردار اور تدریسی امکانات]. *Noor-e-Tahqeeq*, *9*(1). https://ojs.lgu.edu.pk/nooretahqeeq/article/view/2319

Arshad, W., Naeem, M., Sardar, N., & Arshad, S. (2025). [Evolutionary stages of translation in the Urdu language]. *Al-Aasar, 2*(1), 77–81. Retrieved from https://al-aasar.com/index.php/Journal/article/view/66

Attaullah, M., Ovaisi, M. A., & Arshad, W. (2023). Indirect contributions of neocolonial era on Urdu language. *Makhz (Research Journal)*, *4*(3). https://ojs.makhz.org.pk/journal/article/view/152

Awaisi, M. A., Attaullah, M., & Arshad, W. (2023). Modern Urdu fiction and Sufism: An analytical study. *Makhz (Research Journal)*, *4*(4). https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-13

Raza, S. K. (2017, October). Char Darvesh aur Aik Kachhwa. *Aaj (Kitabi Silsila)*, (102), 17. Karachi.

Rehman, N. (2018, December). Nuqat. *Kitabi Silsila*, (16), 780. Karachi: City Book Point.

Ramzan, M. (2022, December). Jadui haqeeqat nigari: Mabahis o itlaq—Urdu novel ka taqneeki mutalaʿa. *Idraak (Biannual)*, (18), 74. Hazara University.